مدینہ، مدینہ

122

قیمت: 30 روپے

سیدنا محی الدین شیخ

عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

یحییٰ کی خوشیاں

مدینہ، مدینہ

کانٹے اور پھول

نعتِ رسول ﷺ

دل کو درِ سیّدِ ابرار (ﷺ) سے نسبت

آنکھوں کو ہے اک ابرِ گہر بار سے نسبت

دنیا میں علامت ہے بہارِ ابدی کی

جس گل کو ہے طیبہ کے چمن زار سے نسبت

اُن سے مرے دل میں ہے بہر آن اُجالا

بے رنگ نظر کو ہے جن انوار سے نسبت

بے وزن سب اعمال جو ہوں گے سرِ میزاں

کام آئے گی بس احمدِ مختار (ﷺ) کی نسبت

مقصد کو زباں پر نہیں لانے کی ضرورت

تائبؔ کو ہے جب آپ (ﷺ) کے دربار سے نسبت

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں...... مسلمانوں میں سے بنایا ہے...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے بنایا ہے...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اس نے حضرت محمد ﷺ کے سچے امتیوں کو ’’بہادر‘‘ بنایا ہے......

’’الحمدللہ رب العالمین‘‘

یحییٰ السنوار بھی شہید ہو گئے

حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ کے سچے امتی...... ہمیشہ ’’بہادر‘‘ ہوتے ہیں...... عام ’’بہادر‘‘ نہیں بلکہ ’’مثالی بہادر‘‘...... موت سے نہ ڈرنے والے...... شہادت کے شیدائی اور طلبگار...... لڑتے لڑتے مرنے والے...... مر کر بھی لڑنے والے...... موت کی گردن پر پاؤں رکھ کر...... شہادت سے بغلگیر ہونے والے...... زندہ ہوں تو ’’یحییٰ‘‘ جان دیں تو ’’بَلْ اَحْیَاءٌ‘‘...... ’’حماس‘‘ کے نئے ’’قائد‘‘ الشیخ الفاتح المجاہد یحییٰ السنوار کو ’’غزہ‘‘ کا سلطان بنے ابھی ڈھائی مہینے

ہی ہوئے تھے کہ وہ بھی……شہادت پا گئے……صدمہ تو سب مسلمانوں کو بہت ہوا……اس لیے دل سے کہتے ہیں

’’اناللہ وانا الیہ راجعون‘‘

مگر جس ’’ادائے ناز‘‘ سے وہ شہید ہوئے……اس پر ساری اُمت مسلمہ کو فخر ہے……اہل غزہ کو فخر ہے……خصوصاً حماس کو فخر ہے……اسی لیے دل سے کہتے ہیں……

’’الحمدللہ رب العالمین‘‘

’’یحییٰ‘‘ کے معنیٰ ’’زندہ‘‘……وہ پہلے بھی ’’زندہ‘‘ تھے……دوست، دشمن سب اُن کی ’’زندگی‘‘ کے قائل تھے……ایک بھرپور زندگی……بے خوف زندگی……شیروں جیسی زندگی……بہادری سے معمور زندگی……کڑکتی، برستی، گرجتی زندگی……پھول کھلاتی، شعلے برساتی زندگی……کارناموں سے مزین زندگی……متحرک اور محسوس زندگی……غازیانہ، فاتحانہ زندگی……کفر کو ڈراتی لرزاتی زندگی……منور اور فیض آور زندگی……مگر اس زندگی میں آزمائشیں بہت تھیں……تکلیفیں بے شمار تھیں……محنت بہت زیادہ تھی……کھانا بھی اپنی جیب سے کھانا پڑتا تھا……مگر پھر ۱۷/ اکتوبر کا دن آیا……اور یحییٰ اچانک ’’حیٌّ‘‘ ہو گیا……یحییٰ کے معنیٰ بھی ’’زندہ‘‘……اور ’’حیٌّ‘‘ کا معنیٰ بھی ’’زندہ‘‘……

’’ اَلشَّهِيْدُ حَيٌّ يُرْزَقُ ‘‘

شہید زندہ ہوتا ہے……اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ’’رزق‘‘ ملتا ہے……اب تکلیفیں ختم……آزمائشیں ختم……اور ’’رزق‘‘ بھی مفت……اور وہ ’’رزق‘‘ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے……اللہ تعالیٰ سب سے عظیم……اس کا ’’رزق‘‘ بھی بے مثال……جو لوگ عربی جانتے ہیں……اور ’’رزق‘‘ کا معنیٰ سمجھتے ہیں……وہ اس پر جھوم سکتے ہیں……’’رزق‘‘ صرف روٹی سالن چاول نہیں……’’رزق‘‘ تو مقامات اور نعمتوں کا ایک بہت بڑا پیکج ہے……

''شہید'' کو کیا کیا ملتا ہے...... ہم نہ اسے سوچ سکتے ہیں...... نہ سمجھ سکتے ہیں...... اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں...... مگر اس پر ''یقین'' لازم ہے...... قرآن مجید میں ایک بار نہیں...... کئی بار بتایا گیا کہ...... شہید کو رزق ملتا ہے...... اور وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے...... شہید ہوتے ہی یہ ''رزق'' شروع ہو جاتا ہے...... پھر اگر اس کے جسم کو کاٹا جاتا ہے تو...... اس سے اس کا رزق مزید بڑھا دیا جاتا ہے...... کوئی اس کی آنکھیں نکالے...... ناک کان کاٹے...... پیٹ چاک کرے...... انگلی کاٹ ڈالے...... اس سے نہ کوئی درد...... نہ کوئی تکلیف...... بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے مقامات اور اونچے ہو جاتے ہیں...... اس کے ''رزق'' میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے...... اور اس کی شان دوسرے شہداء میں زیادہ ممتاز ہو جاتی ہے...... حضور اقدس ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ حَمْزَۃُ (اخرجہ حاکم وصحہ)

شہداء کے سردار...... حضرت سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں...... اُن کی شہادت کے بعد...... اُن کے جسم مبارک کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا...... اتنے عظیم اور حسین وجمیل تھے...... مگر اُن کے جسم کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا کہ...... انہیں پہچاننا تک مشکل ہو گیا...... آپ ﷺ اس پر شدید غمگین ہوئے...... اور آپ ﷺ کو اس قدر غصہ آیا کہ آپ نے ایک ایسی قسم تک کھا لی جس کا بعد میں ''کفارہ'' ادا فرمایا...... مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے ایک حقیقت بھی ارشاد فرما دی...... وہ یہ کہ...... اگر رشتہ دار خواتین اور مسلمانوں کے غمگین ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو...... میں آپ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا...... جانور اور پرندے جسم مبارک کو کھا جاتے...... اور قیامت کے دن آپ کا حشر اتنی ارواح کے جسموں سے ہوتا......

معلوم ہوا کہ...... شہادت کے بعد شہید کے جسم کے ساتھ...... بظاہر جتنا برا سلوک ہو......

اُس سے ''شہید'' کا مقام اور زیادہ بلند ہوتا ہے...... اور اُس کے ''ربانی رزق'' میں مزید اضافہ ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اجسام کی کمی نہ ارواح کی...... نہ رزق کی کمی نہ مقامات کی...... جو دنیا میں جتنی زیادہ قربانی دیتا ہے...... وہ آخرت میں اسی قدر بڑا مقام پاتا ہے...... اور شہید کو تو آخرت کا انتظار بھی نہیں کرنا پڑتا...... اللہ تعالیٰ اُس کے لیے فوری رزق...... اور فوری جسم کا انتظام فرما دیتے ہیں...... بعض روایات میں نئے جسم کا بھی تذکرہ ہے...... اور بعض روایات میں سبز پرندوں کا...... یہ سبز پرندے دنیا کے نہیں بلکہ دوسرے جہان کے پرندے ہیں...... جن میں داخل ہونا...... دنیا کے قیمتی اور لگژری ترین جہازوں میں داخل ہونے سے بھی زیادہ...... آرام دہ اور پر تعیش ہوگا...... اور شہید کے اپنے پرانے جسم کا بھی حال یہ ہے کہ...... غزوہ اُحد کے چالیس سال بعد...... کسی وجہ سے ''شہداء اُحد'' کے مزارات کھودنے پڑے...... چالیس سال گذرنے کے باوجود...... وہ اسی طرح تروتازہ تھے...... جیسے کہ آرام فرما رہے ہوں...... کھودتے وقت غلطی سے ایک کدال...... حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگ گئی تو وہاں سے تازہ خون پھوٹ پڑا...... (ابن سعد، ابن اثیر)

بڑی قربانی بڑی نصرت

حضرت شیخ یحییٰ السنوار...... ہمارے زمانے کے بڑے مجاہدین میں سے ایک تھے...... اُن کے کارنامے ہم اور آپ ماضی میں پڑھتے اور سنتے رہے ہیں...... اُن کا سب سے منفرد کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے تاریخ کا رخ موڑا...... اور اسرائیل پر باقاعدہ لشکر سے حملہ کیا...... ورنہ جب سے ''اسرائیل'' نے وجود پکڑا ہے...... وہ مسلمانوں پر مسلسل حملے کر رہا ہے...... ''اسرائیل'' کے خلاف الحمدللہ جہادی کارروائیاں تو ماضی میں ہوتی رہی ہیں...... مگر ایک پورے لشکر کا...... زمین، فضا اور سمندر سے ''اسرائیل'' میں داخل ہونا...... اور اُس پر ایک تاریخی حملہ کرنا...... یہ حضرت شیخ محمد الضیف...... اور حضرت شیخ یحییٰ السنوار شہید رحمۃ اللہ علیہ کا کارنامہ ہے...... اور اس

کارنامے نے مسلمانوں کے صہیونی اور صلیبی دشمنوں کو......کم از کم ایک سو سال پیچھے دھکیل دیا ہے......اور ایک پوری صدی میں تیار ہونے والی عالمی سازش کو تباہ و برباد کر دیا ہے......الشیخ یحییٰ السنوار شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی ایک بڑی قربانی ہے......اور یہ بات پکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جتنی بڑی قربانی پیش کی جائے......تو نصرت بھی اسی قدر بڑی ہوتی ہے......

اسلام کے ’’سید الشہداء‘‘......حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت......’’اُحد‘‘ کے معرکہ میں ہوئی......معرکہ اُحد میں مسلمانوں کو ظاہری فتح نہیں ملی......مگر قربانی بہت بڑی لگی......اس ’’بڑی قربانی‘‘ کا نتیجہ یہ نکلا کہ......پھر پورے دورِ نبوت میں مسلمانوں کو کوئی شکست نہیں ہوئی......ایک فتح کے بعد دوسری فتح ملتی چلی گئی......اور دین اسلام مکہ مکرمہ اور پورے حجاز و عرب میں غالب ہو گیا......

السنوار شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر جشن منانے والوں کو بھی......آگے چل کر بہت پچھتانا پڑے گا ان شاء اللہ......

تکلیف دہ فتوحات

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ......قربِ قیامت ایک بڑی جنگ ہو گی......اس جنگ میں مسلمانوں کے امیر اور سپہ سالار حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے......اس لڑائی میں مسلمانوں کو عالم کفر پر حتمی فتح حاصل ہو گی......اور انہیں اتنا مال غنیمت ملے گا کہ جھولیاں اور بوریاں بھر بھر کر سونا تقسیم ہو رہا ہو گا......مگر اتنی عظیم فتح......اور اتنے بڑے مال غنیمت کے باوجود کوئی مسلمان طبعی طور پر خوشی محسوس نہیں کر رہا ہو گا......وجہ یہ ہو گی کہ اس بڑی عالمگیر جنگ میں بے شمار مسلمان شہید ہوں گے......یعنی کسی گھرانے میں سے ایک سو مجاہد اس جنگ میں شریک ہوں گے تو اُن میں سے ننانوے شہید ہو جائیں گے تو جو باقی ایک بچ جائے گا......وہ فتح بھی دیکھے گا اور مال غنیمت بھی......اب وہ ننانوے قریبی رشتہ داروں کی شہادت کے ماحول

میں......اس فتح اور مال غنیمت سے کس طرح طبعی طور پر خوش ہو سکے گا......

مسجد اقصیٰ کے اطراف میں جاری......موجودہ ’’جہاد مقدس‘‘ کو ہم اس واقعہ سے تشبیہ دے سکتے ہیں...... الحمدللہ اس جہاد میں فتوحات ہی فتوحات ہیں...... اسرائیل اور اس کے مددگار ہر قدم پر پیچھے جا رہے ہیں...... اسرائیل کی قوت وطاقت کا جو چرچہ اور رعب دنیا میں مشہور تھا...... وہ سب کچھ بے نقاب ہو چکا ہے...... چھوٹے سے ’’غزہ‘‘ شہر پر ایک سال سے بمباری ہو رہی ہے...... اسرائیل نے اپنے سر اور منہ کا سارا زور لگا دیا ہے...... امریکہ، فرانس اور برطانیہ باقاعدہ اس جنگ میں شریک ہیں...... سی آئی اے، موساد اور تمام بڑی خفیہ ایجنسیاں مل کر بھی...... یرغمالیوں کو تلاش نہیں کر سکیں...... حماس کی حمایت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے...... اور پوری دنیا میں مسلمان جہاد کی طرف راغب ہوئے ہیں...... یہ ساری فتوحات اور واقعات...... مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے کافی تھے...... مگر جس تعداد میں مسلمان شہید ہو رہے ہیں...... اور اب تو قیادت کی قربانی بھی لگ رہی ہے تو...... اس کی تکلیف...... فتوحات کی خوشی محسوس نہیں ہونے دے رہی...... بہر حال ہم مسلمان خوش ہوں یا نہ ہوں...... مگر جو شہید ہو رہے ہیں...... وہ تو یقیناً یقیناً خوشیاں منا رہے ہیں...... یہ قرآن مجید کی خبر ہے...... اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے......

’’ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ‘‘

بے شک وہ شہداء بہت خوش ہیں...... بہت خوش ہیں......

انہیں یہ خوشی مبارک ہو...... اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی یہ خوشی نصیب فرمائیں...... آمین یا ارحم الراحمین

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کانٹے اور پھول

ہم اُن کے لئے لمبی زندگی کی دعائیں کرتے رہے......

ہم اُن کے لئے اپنے دل کی تسلی کے لئے نیک فالیں لیتے رہے......

ہمارے دلوں میں ہر آن یہ خواہش مچلتی رہی کہ فتح اقصیٰ تک وہی کمان سنبھالے رہیں......

اور دشمن کے سینے پر مونگ دلتے رہیں......

ہم نے اُن کے لئے یہ سب کچھ بولا بھی اور لکھا بھی......

لیکن ہمارے ساتھ وہی ہوا جو عربی شاعر نے کہا

اور عجیب بات ہے کہ اُن کی اور اپنی حالت بیان کرنے کے لئے جو شعر یاد آیا اس میں اُنہی کا نام بطور مثال موجود ہے......

و سمیته یحییٰ لیحیا فلم یکن

لامر قضاه الله فی الناس من بدّ

طوفان الاقصیٰ کے بعد ایک فلسطینی فدائی مجاہد کا آخری انٹرویو سنا تھا۔ اس نے اپنی والدہ کو مخاطب کر کے ایک عجیب جملہ کہا۔ غزہ والے تو ہیں ہی سارے عالم سے عجیب...... اُن کی باتیں بھی عجیب ہوتی ہیں...... یا شاید ہمیں عجیب لگتی ہیں کیونکہ ہم اُن جیسے نہیں......

اس نے کہا:

پیاری امی جان!

میں نے سنا ہے کہ آپ میرے لئے کچھ پریشان رہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ میں زندہ رہوں۔آپ کو میرے مرجانے کا خوف تنگ کرتا ہے۔لہٰذا میں نے آپ کی خواہش کے احترام میں یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ میں ہمیشہ زندہ رہنے کو اختیار کرلوں اور کبھی نہ مروں۔ایک سعادت مند بیٹے کا اپنی ماں کے لئے اس سے بہتر فیصلہ اور کیا ہوسکتا ہے؟......

ہمارے ''یحییٰ'' نے بھی اپنے سب چاہنے والوں اور محبت میں خوفزدہ رہنے والوں کے لئے یہی فیصلہ کرلیا ہے اور میدان میں اُتر کر اس پر عمل کرڈالا......

☆☆☆

عُلُوٌّ فِي الْحَيَاةِ وَفِي الْمَمَاتِ (زندگی اور موت دونوں میں عالی مقام)

یہ جملہ اس زمانے میں ''السنوار'' سے بہتر اور مکمل شاید ہی کسی پر جچا ہو۔مدینہ مدینہ کے انہی صفحات پر چار حصوں میں اُن کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر معمولی سی روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل ہوئی۔بڑے لوگ دنیا سے گذر جانے کے بعد تو ہر جگہ یاد کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے توفیق اور سعادت بخشی کہ ہم نے انہیں اس سے پہلے یاد کیا اور اُن پر محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کئے، عربی زبان میں موجود اُن کے تعارفی مواد اور کارناموں کے ذکر تک رسائی نہ رکھنے والوں کو اُن کا تعارف پہنچایا اور اُن سے روشناس کرایا۔الحمدللہ رب العالمین! پڑھنے والوں کو کچھ تو اندازہ ہوا ہوگا کہ اُن کی زندگی کیسی عالی مقام اور کیسے کیسے عجائبات سے پُر تھی۔

اُن کے ایک قریبی دوست اور رفیق اسارت بتا رہے تھے کہ ''ہم نے زندگی بھر یحییٰ کو جس چیز کے ساتھ سب سے زیادہ لڑتے دیکھا وہ ''وقت'' تھا۔ہر چند لمحوں کے بعد تیزی سے اپنی گھڑی کی جانب دیکھنا اُن کی عادت بن چکی تھی۔اس پر ہم اُن سے کئی بار مذاق بھی کیا کرتے تھے۔لیکن اصل بات یہ تھی کہ یحییٰ نے جو کام زندگی میں کر گزرنے کو اپنا ہدف بنا رکھا تھا اُن کے لئے اسے خود بھی

احساس تھا کہ وقت کم ہے۔ اس لئے وہ بار بار گھڑی دیکھا کرتے تھے کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کرسکیں۔ دم رخصت بھی اُن کی تصویر میں جو چیز سب سے نمایاں نظر آرہی تھی وہ اُن کی گھڑی تھی۔ اُنہیں احساس تھا کہ اُن کی زندگی کے بیس سے زائد قیمتی سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے گذر گئے ہیں۔ جو باقی ہیں وہ کم ہیں اور کام بہت زیادہ باقی ہیں۔'' بڑے بڑے اہداف جو انہوں نے جیل کی زندگی میں طے کئے، اسارت میں اُن کی نقشہ گری کی، سلاخوں کے پیچھے رہتے ہوئے اُن کے حصول کے راستے متعین کئے اور باہر آکر گھڑی پر نظر جمائے تیزی سے اُن کے حصول کی خاطر سفر کا آغاز کیا اور جس طوفان کا خواب بنا تھا وہ برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کی زندگی کے ہر پہلو میں علوّ اور غرابت (انوکھے پن) کی چھاپ نمایاں رہی، یوں زندگی کے ہر دن نے ''یحییٰ'' کی شان بڑھائی اور اُن کی اپنے ہم عصروں پر برتری ثابت کی۔ بحیثیت خادم قوم، بحیثیت سیاسی زعیم، بحیثیت عسکری قائد، بحیثیت خطیب، بحیثیت منتظم اور بحیثیت ایک عملی اور مثالی مؤمن ہر جگہ وہ علوّ کی شان کے ساتھ جئے۔

اور پھر جب دنیا سے رخصت کا وقت آیا تو اس میں بھی وہ عالی شان ٹھہرے۔ اُن کے دشمن کا پروپیگنڈہ تھا کہ یحییٰ سنوار ۷ اکتوبر کے دن سے سرنگوں میں چھپے ہیں، انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے صہیونی یرغمالیوں کو اپنے اردگرد رکھا ہوا ہے تاکہ اسرائیل اُن پر فضائی یا زمینی حملہ نہ کر سکے۔ پھر یہ کہا گیا کہ وہ غزہ کے مسلمانوں کو مصیبت کی گھڑی میں چھوڑ کر کسی اور ملک کی طرف نکل گئے ہیں اور اب کسی فائیو اسٹار رہائش گاہ میں مزے کی زندگی گذار رہے ہیں۔ دشمن کی طرف سے گھڑی گئی ان باتوں کا پرچار کرنے میں انجس البشر، ارذل الخلائق کے لقب کے سزاوار صہیونیت زدہ عرب منافقین اسرائیلیوں سے بھی پیش پیش رہے اور پھر یحییٰ السنوار نے ان کے چہروں پر وہ کالک ملی جو دھوئے نہیں دھل سکتی۔ وہ تھپڑ رسید کیا جس کی گونج تاقیامت سنائی دیتی رہے گی اور تکلیف تاحیات انہیں ستاتی رہے گی۔ دنیا بھر کی تمام طاقتور خفیہ ایجنسیوں کا مطلوب نمبر ون اپنی گن ہاتھ میں لئے، سینے پر پاؤچ باندھے غزہ کے سب سے گرم اور مشکل ترین محاذ ''رفح'' کے میدان میں موجود اپنے دستوں کی عملی کمان سنبھالے پانچ ماہ سے کارروائیوں میں مصروف تھا اور کسی کو کانوں

کان خبر نہ ہو سکی۔اس نے دنیا بھر کی انٹیلی جنس پر اپنا علو ثابت کر دیا۔

اس نے کٹے ہوئے دائیں بازو پر رسی لپیٹی اور مزاحمت کا علم بائیں بازو میں تھام کر آخری دم تک مقابلہ کیا۔اسلحہ باقی نہ رہا تو لاٹھی سے جنگ جاری رکھی۔وہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا اُسوہ اور اہل بدر کا عمل دہراتے دنیا سے رخصت ہوا۔اس نے جرات،عزیمت اور شجاعت کے میدان میں اپنا علو ثابت کر دیا۔

وہ زخمی حالت میں ٹانگ اور بازو کٹنے کے باوجود جس شان کے ساتھ اپنی نشست پر بیٹھا عقابی نظروں سے دشمنوں اور اُن کے وسائل کو گھور رہا تھا اس کا یہ انداز اگلی نسلوں کے لئے ایمان و عزیمت کی ایسی دعوت بن چکا ہے جو رد کی نہیں جا سکے گی۔وہ زندگی بھر ایک منفرد انداز میں جہاد کی دعوت دیتا رہا،دم رخصت دعوت کا سب سے منفرد انداز اور استعارہ بن گیا۔

اس نے دشمن پر اپنی تدبیر کی برتری بھی ثابت کی اور وہ شجاعت و بسالت میں بھی برتر رہا۔

وہ اپنی شان سے جیا اور اپنی شان سے موت کا میداں اور انداز منتخب کیا۔

سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ......

❁......❁......❁

صبر و عزیمت کے اس پہاڑ کو بس ایک ہی بار ٹوٹتے اور ٹوٹ کر روتے دیکھا گیا تھا۔

ہاں!ایک بار صرف ایک بار

اس سے سوال کیا گیا کہ آپ کے مسلمان خصوصاً عرب بھائیوں کا تحریک مزاحمت کے حوالے سے ”خذلان“،یعنی ترک تعاون کا رویہ آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟......

تب وہ جواب دیتے ہوئے اپنے الفاظ اور آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے تھے۔اُن کی آواز رندھ گئی اور آنکھیں بہہ پڑیں۔اب وہ اپنی شکایت ساتھ لے کر جا چکے ہیں۔فکر کیجئے!کہیں ہمارا نام بھی اس عظیم جہاد اور ان عظیم اہل عزیمت کے حوالے سے خاذلین میں نہ ہو......

❁......❁......❁

یحییٰ سنوار نے جیل میں ایک ناول لکھا۔ یہ ایک فلسطینی فدائی کی داستان ہے۔ اگر چہ یہ اُن کی اپنی سوانح عمری نہیں لیکن اس میں لکھا ہوا بہت کچھ اُن کی اپنی زندگی پر بھی صادق آتا ہے۔ اس ناول میں مجاہد نے اپنے وقت آخر کا جو نقشہ کھینچا اور اپنی والدہ سے اس بابت جن جذبات کا اظہار کیا وہ دیکھئے اور پھر ان سطور کے مصنف کا اپنا وقت آخر......لگتا ہے جیسے یحییٰ سنوار نے اپنے شعور کی آنکھ سے اپنے انجام کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس مجاہد نے اپنی ماں کو لکھا:

''اماں! دشمن سے میرا آمنا سامنا ہوا ہے اور میں اُن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا ہوں۔ اسی طرح لڑتے ہوئے میں نے شہادت کا جام پیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہیں اور وہ مجھے گلے لگا کر فرما رہے ہیں خوش آمدید خوش آمدید''......اُمید ہے کہ انہوں نے اسی محبت بھری آغوش میں دم توڑا ہوگا......انہوں نے شہادت سے ۲۴ سال قبل جو خاکہ لکھا دمِ رخصت اس میں اپنے خون سے رنگ بھر چلے گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

السنوار نے اس ناول کا نام رکھا تھا ''الشوک و القرنفل'' (کانٹے اور پھول)

یہ درحقیقت اُن کی زندگی کا عنوان تھا۔ وہ دشمن کے حلق میں کانٹے کی طرح رہے اور اُن کی محبت، اُن کا مقام پھول کی طرح اہل ایمان کے دل میں مہکتا رہا۔

انہوں نے کانٹوں بھری پر مشقت زندگی اختیار کی اور گذاری اور پھول جیسا حسین انجام پایا۔

وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں پھول کی طرح مہکتے رہیں گے اور اُن کا تذکرہ، اُن کا اسوہ، اُن کی دعوت اور اُن کا لشکر دشمنان اسلام کو کانٹوں کی طرح چبھتا رہے گا۔

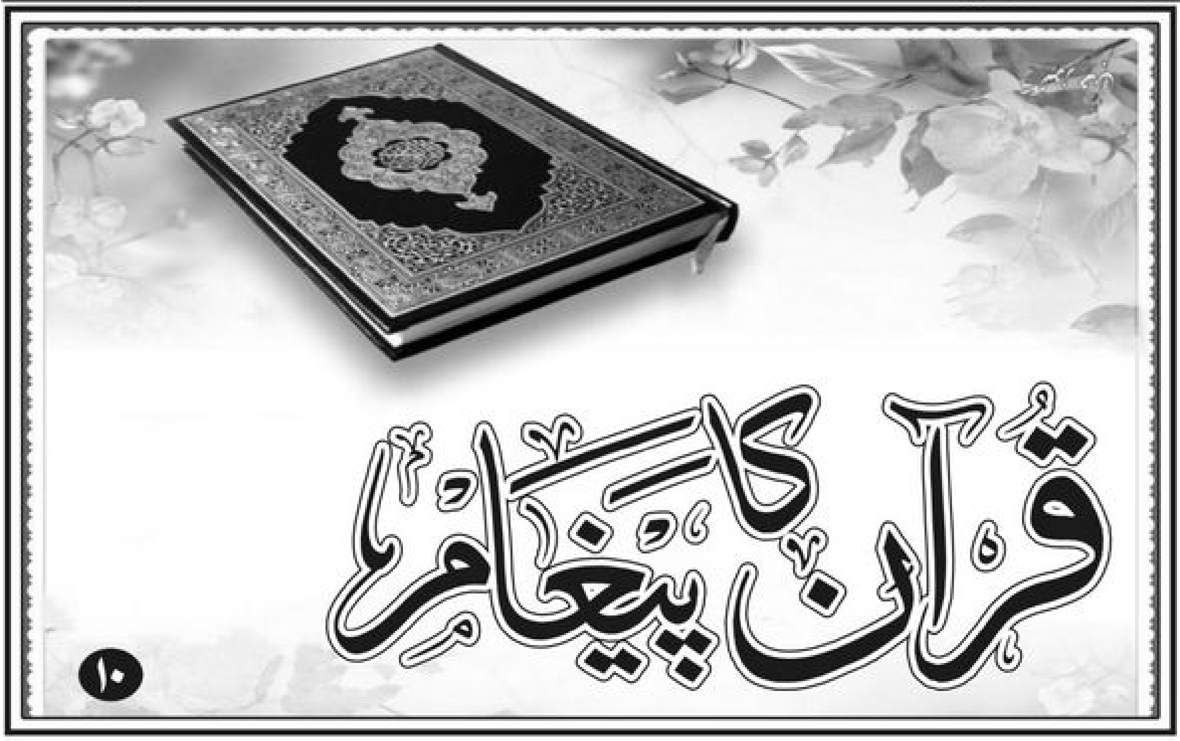

(۳۱) اسباب نہیں، مسبب الاسباب پر یقین

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَ اشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّ لَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا (مریم:۴)

''انہوں نے کہا تھا کہ:" میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے''

حضرت زکریا علیہ السلام کے سامنے تمام اسباب ختم ہو چکے تھے، وہ اولاد کے طلب گار تھے لیکن تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ اُن کی ہڈیاں کمزور ہو چکی تھیں، اُن کے سر پر بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو چکے تھے اور اُن کی اہلیہ بانجھ تھیں۔

اُن تمام رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے اولاد کیسے ہو سکتی تھی؟ لیکن حضرت زکریا علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

جب اُن کا دل اسباب سے ہٹ گیا، انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں اور اُن کا دل اپنے رب جلّ شانہ کے ساتھ ہی جڑ گیا تو یہ خوبصورت آواز آئی:

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اسۡمُهٗ یَحۡیٰی (مریم:۷)

''اے زکریا! ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا''

جو اللہ تعالیٰ پر یقین کر کے معاملہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ''معجزات'' آسان کر دیتے ہیں۔

(۳۲) دوسروں کے ساتھ بھلائی کا فائدہ

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (المجادلہ:11)

''تم گنجائش پیدا کر دیا کرو اللہ تمہارے لیے وسعت پیدا کر دے گا''

یہ آیت دراصل مجالس میں دوسروں کے لیے جگہ کشادہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ اپنے معنیٰ اور فائدے کے اعتبار سے بہت زیادہ عام ہے۔

ہر وہ شخص جو کسی ایسے انسان پر کشادگی کر دے جس کے حالات سخت ہو چکے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی پیدا فرما دیتے ہیں۔

جو شخص کسی ایسے انسان کی ہمت مضبوط کر دے جو حوصلہ ہار چکا ہو، تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کے حوصلے بلند فرما دیتے ہیں۔ جو انسان کسی دوسرے کے دل کو خوش کر دے، اللہ تعالیٰ بھی اس کے دل کو خوش کر دیتے ہیں۔

جو انسان کسی کے دکھ درد کو کم کر دے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے دکھ درد کم کر دیتے ہیں۔

جو شخص کسی کے آنسو پونچھ لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے آنسو پونچھ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر معزز اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

نیکی کے کام انسان کو بُرے خاتمے سے بچاتے ہیں۔

(۳۳) تنہا اور خالی ہاتھ سفر

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (مریم:۹۵)

''اور ان میں سے ہر شخص قیامت کے دن اللہ کے پاس اکیلا آئے گا۔''

جی ہاں! آپ بالکل اکیلے اور تنہا آئیں گے۔

اس مال کے بغیر جو آپ نے جمع کر رکھا تھا۔

اُس بلند عہدے کے بغیر جس پر آپ فائز تھے۔

اُس بڑے خاندان کے بغیر جس کا تحفظ آپ کو حاصل تھا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! صرف آپ اور آپ کے اعمال ہوں گے۔

موت کے قریب جب عظیم ترک بادشاہ سلیمان قانونی اپنے بستر پر لیٹا تو اس نے اپنے اردگرد لوگوں سے کہا:

''جب میں مر جاؤں تو میرے دونوں ہاتھ تابوت سے باہر رکھنا، تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ ایسا بادشاہ دنیا سے خالی ہاتھ ہی رخصت ہو رہا ہے۔''

اس میں کوئی برائی نہیں کہ انسان اپنی دنیا کی بہتری کے لیے کام کرے لیکن اپنی آخرت کو بھولے بغیر

اس میں بھی کوئی برائی نہیں کہ انسان اپنے گھر کو خوبصورت بنائے لیکن اپنی قبر کو فراموش کیے بغیر...

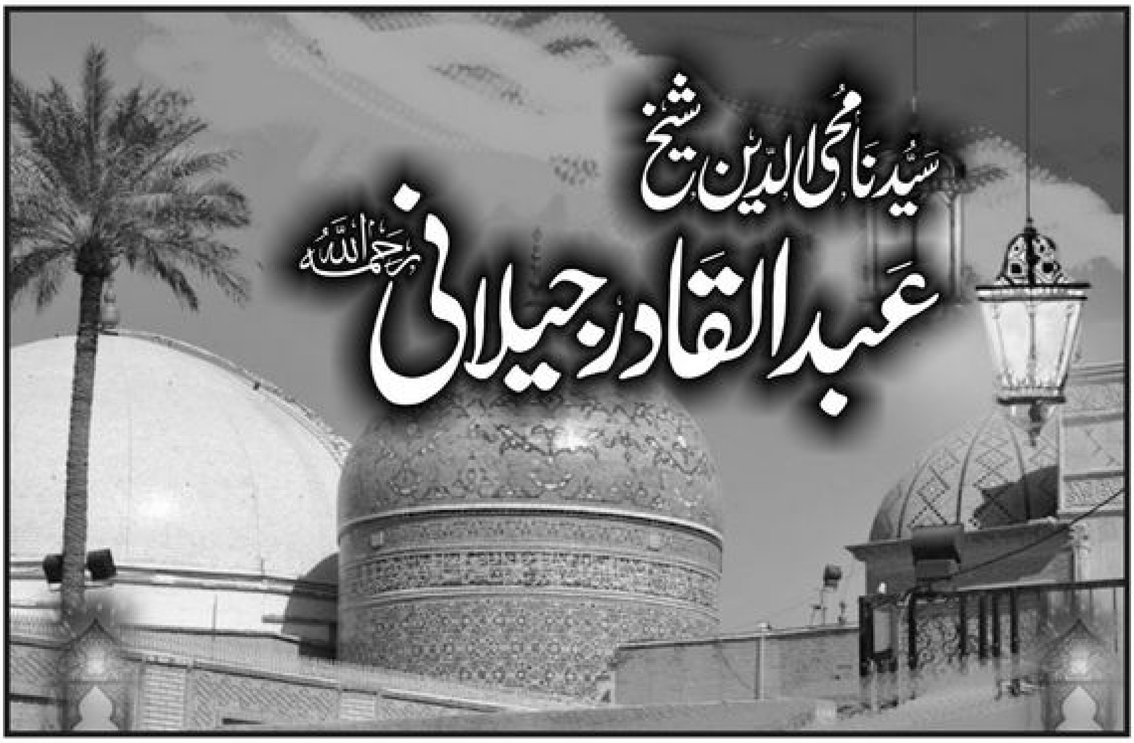

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل، زہد وتقویٰ میں یکتائے زمانہ تھے۔آپ نے علمی اور روحانی انقلاب برپا کیا، آپ کی بدولت ان گنت افراد نے رشد و ہدایت قبول کی۔ دنیا بھر میں مسلمان آپ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور آپ کی تعلیمات سے ہدایت کی روشنی حاصل کرتے ہیں اور آپ کی تعلیمات وافکار اُمت مسلمہ کیلئے مشعل راہ ہیں۔

آپ کا اِسم شریف ''عبد القادر جیلانی''، کنیت ''ابو محمد'' اور القابات محی الدین، محبوبِ سبحانی، غوث الثقلین وغیرہ ہیں۔آپ کے والد گرامی کا اِسم گرامی حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔آپ کی والدہ محترمہ کا نام اُم الخیر امۃ الجبار حضرت فاطمہ ہے۔آپ بڑی پاک طینت اور صالحہ خاتون تھیں۔آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔

آپ 470ھ بمطابق 1092 میں یکم رمضان المبارک کو گیلان میں پیدا ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مبارکہ میں علم و روحانیت کی دونوں خوبیوں کو یکجا فرمایا، آپ بیک وقت عالم بھی تھے اور عارف بھی، عابد بھی تھے اور مجاہد بھی۔اسلام کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ بھی تھے اور واعظ بھی، والد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ محترمہ اور نانا جان نے آپ کی پرورش کی اور علم وفضل میں آپ کو کمال تک پہنچایا۔آپ نے امتِ مسلمہ کے لیے شاندار اور بے مثال خدمات سرانجام دیں۔آپ کی تعلیمات قیامت تک لوگوں کے لیے مشعل راہ ہیں، اپنے آخری ایام میں اپنے مریدوں اور فیض یافتہ افراد کو انیس نصیحتیں ارشاد

فرمائیں۔ جن میں سب سے پہلی یہ ہے کہ

ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا، مؤمن کے لیے اللہ کا تقویٰ وہ عظیم نعمت ہے جو اسے کسی صورت بھی محروم نہیں ہونے دیتا، عابد کے لیے تقویٰ، عاجزی اور انکساری کا سبب بنتا ہے۔ گناہ گار کے لیے تقویٰ استغفار اور معافی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اگر گناہ گار توبہ اور تقویٰ کی راہ نہ اپنائے تو وہ اسفل السافلین میں شمار ہوتا ہے۔ اگر عالم وزاہد تقویٰ سے محروم ہو جائے تو شیطانی چالوں سے فرار ممکن نہ رہے۔

آپ نے فرمایا: ظاہر و باطن اور غیب وحضور میں اللہ کی اطاعت کرنا۔ اطاعتِ خداوندی وہ اکسیر ہے جو خاکی میں افلاکی صفات پیدا کر دیتی ہے۔ اطاعتِ خداوندی کے حصار میں رہنے والا ہمیشہ اپنے آپ کو بدکاریوں اور ظلمتوں سے محفوظ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اسے مخلوق کی جاروب کشی سے محفوظ کرتی ہے، اس کی عزتِ نفس اور خودی کی محافظ ہوتی ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ظاہری طور پر شرع کی پابندی کرنا۔ عموماً لوگ ظاہری طور پر شرعی احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ظاہری طور پر احکامِ شریعت بجا لانے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ الفاظ کے تیروں کے نشتر سے ان کے سینے کو چھلنی کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ظاہری طور پر شرعی احکام کو ترک کر دیا جائے۔ نماز کی ادائیگی، روزہ رکھنا، حج کی حاضری، زکوٰۃ کی ادائیگی، چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آراستگی، اسلامی۔ باپردہ لباس کی پابندی، نظروں کا حیا، زبان کی پاکی، عفو و درگزر، یہ تمام وہ اوصافِ مسلمانی ہیں جو ایک مسلمان میں ظاہراً موجود ہوتے ہیں، اگر وہ ان صفات سے ظاہراً متصف نہ ہو تو کیسے ممکن ہے کہ اسلام کے راستوں پہ کاربند رہ سکے۔ نام نہاد صوفی منش لوگ اسلام کے ظاہری حلیے سے بے زار اور اس کی نفی میں بے قرار نظر آتے ہیں جبکہ اسلام تو ظاہر و باطن کا دین ہے، اگر کوئی شخص ظاہری طور پر اسلام کو اپنائے تو عین ممکن ہے کہ اس حیاء اور برکت کے سبب اس کا باطن بھی نورِ اسلام سے جگمگا اُٹھے اور وہ روحانیت کی منازل طے کرے۔

پھر آپ سلامتی قلب کی خصوصی تلقین فرماتے ہیں: سلامتی قلب کی صرف دو جہتیں عرض کیے دیتا ہوں۔ ایک تو اپنے دل کو ہمیشہ رضائے الٰہی پہ ثابت قدم رکھنا ہے کہ عزت، ذلت، دولت، شہرت، اولاد اور دنیاوی واخروی اعزازات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ دنیاوی خساروں اور ناکامیوں پہ دل چھوٹا کر کے ہمت ہار نہ دینا، دوسرے اپنے احباب اور رفقاء کے دل کی سلامتی لفظوں اور طعنوں سے لوگوں کو ایذاء رسانی سے

اجتناب کرنا، غصے کی حالت میں صبر اور سکون سے کام لینا، مشکلات میں برداشت اور تحمل سے معاملات کرنا، اکثر لوگ اپنے ملازمین اور ماتحتوں کو چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور خطاؤں پہ بے نقط مسلسل سنائے چلے جاتے ہیں اور ان کی زبان کے وار اس وقت تک نہیں رکتے جب تک مقابل کے آنسو اور سکیاں انہیں تسکین مہیا نہیں کرتیں۔ بیشتر اس کے کوئی لاچار بے بس کمزور اور ناتواں اپنی کمزوری اور تمہاری سینہ زوری کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کر دے۔ تم اس کے دل کی سلامتی کی کوشش کرو۔

پھر فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں سخائے نفس کی۔ سخاوت تو مؤمن کی نشانی ہے۔ ایک مرتبہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا مؤمن ظالم ہو سکتا ہے؟ فرمایا: جی ہو سکتا ہے۔ پوچھا گیا: جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہو سکتا ہے۔ یا رسول اللہ! کیا مومن بخیل بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں بخل اور ایمان ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

سخاوت سے مراد صرف مال و دولت کی سخاوت نہیں ہے۔ آپ کے پاس جو صلاحیت ہے اس صلاحیت کو دوسرے انسان میں منتقل کر دینا یہ بھی سخاوت ہے۔ عالم کی سخاوت علم کی تقسیم سے ہے۔ صوفی کی سخاوت تزکیہ نفس کی تربیت سے ہے۔ مالدار کی سخاوت مال کے عطاء کرنے سے ہے۔ طبیب کی سخاوت مریض سے محبت اور اس کی نگہداشت میں ہے۔ ہنر مند کی سخاوت ہنر سکھانے میں ہے۔ سب سے آسان سخاوت مسکرا کر ملاقات کرنا ہے۔ سخاوت جذبات اور احساسات نچھاور کرنے کا نام ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں بشاشتِ چہرہ کی تلقین کرتا ہوں۔ لوگوں کو خندہ پیشانی سے ملو اپنے مالوں کو خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو، لوگوں کو اذیتیں نہ دو، اگر کوئی تمہیں اذیت دے تو اس پر صبر کرو۔ فقر اختیار کرو کہ یہ دنیا کی محبت کو ختم کرتا ہے۔ اپنے مشائخ اور بزرگانِ دین کا احترام کرو۔ انسانوں کے ساتھ خوش رہو، کمزور اور طاقتور سب کی خیر خواہی کرو، لڑائی جھگڑا اور دنگا و فساد سے اجتناب کرو، ہمیشہ امن و سکون اور پیار و محبت سے رہو۔ اپنے ماتحتوں پہ نرمی کرو اور درگزر سے کام لو، ایثار کو لازم کرلو، کچھ لینے کی بجائے دینے والے بن جاؤ۔ ذخیرہ اندوزی سے بچو۔ کفار اور مشرکین سے یارانے اور تعلق نہ نبھاؤ، دین اور دنیا میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ تعاون کو اپنا شعار بنالو۔ مدد کرو گے تو مدد کیے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی تعلیمات پہ عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بالآخر ۱۷/ اکتوبر کی تحریک کے دولہا بھی رخصت ہوئے اور ایسی شان سے رخصت ہوئے کہ پوری دنیا اُن کے گن گارہی ہے۔شاید اُن پر صدیوں لکھا جاتا رہے گا۔آج اُن کی زندگی سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید کہ اُن کے پاؤں کی خاک ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔

شیخ یحییٰ السنوار شہید نہ صرف فلسطین کی آزادی کی تحریک کے ایک عظیم قائد تھے بلکہ ان کی زندگی ایک مجاہد کے طور پر بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ان کی زندگی اور جدوجہد میں ایسے کئی پوشیدہ راز اور سبق ہیں جو کسی بھی مجاہد کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ان کی شخصیت اور کارناموں کو دیکھ کر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک مجاہد کی کامیابی اور بقا کن اصولوں اور جذبوں پر منحصر ہوتی ہے۔

ایمان اور یقین کی پختگی

شیخ یحییٰ السنوار شہید کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو ان کا ایمان اور یقین تھا۔وہ ایک ایسے مجاہد تھے جنہوں نے اپنی جدوجہد کو دنیاوی مفادات سے بالاتر رکھا۔ان کا پختہ یقین تھا کہ اللہ کی رضا اور حق کی فتح کے لیے لڑنا ایک مقدس فریضہ ہے۔ایک مجاہد کے لیے ایمان کی یہ پختگی اس کی جدوجہد کو طویل اور کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ثابت قدمی اور صبر کا سبق

شیخ یحییٰ السنوار شہید نے اپنی زندگی کے بیشتر حصے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، لیکن کبھی ہار نہیں مانی۔ شیخ شہید 1988 میں پہلی مرتبہ اسرائیلی افواج کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ ان پر اسرائیل مخالف سرگرمیوں، خاص طور پر فلسطینیوں کو اسرائیلی فوج کے خلاف مسلح جدوجہد کے لیے منظم کرنے کے الزامات تھے۔ اسرائیلی عدالت نے انہیں چار بار عمر قید کی سزا سنائی۔ 22 سال تک قید میں رہنے کے باوجود، شیخ شہید نے اپنی ہمت اور حوصلے کو برقرار رکھا اور کبھی اپنے نظریات سے انحراف نہیں کیا۔ ان کی قید کے دوران ان کا ایک اہم کارنامہ قیدیوں کے درمیان حوصلے کو بلند رکھنا تھا۔ وہ جیل میں بھی مزاحمتی تحریک کو منظم کرنے میں کامیاب رہے اور قیدیوں کو اسرائیلی جبر کے خلاف مضبوط رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ ان کی رہائی 2011 میں ہوئی جب حماس اور اسرائیل کے درمیان قیدیوں کے تبادلے کے معاہدے کے تحت انہیں دیگر فلسطینی قیدیوں کے ساتھ رہا کیا گیا۔

ایک مجاہد کی حیثیت سے ان کا صبر اور ثابت قدمی اور مسلسل اپنے مشن کے ساتھ مخلص رہنا ان کی کامیابی کی کلید تھی۔ انہوں نے اپنے مشن کو کبھی ترک نہیں کیا اور نہ ہی مشکلات کے سامنے جھکے۔ ان کی ساری زندگی ایک مجاہد کے لیے یہ سبق فراہم کرتی ہے کہ صبر اور ثابت قدمی کسی بھی مقصد کی تکمیل کے لیے لازمی ہیں۔

قیادت کا ہنر

شیخ شہید نہ صرف ایک مجاہد بلکہ ایک عظیم قائد بھی تھے۔ ان کی قیادت کا انداز یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک کامیاب مجاہد کو صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے لیے بھی سوچنا ہوتا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے درمیان اتحاد برقرار رکھا۔ شیخ شہید نے اسرائیلی قید کے دوران انقلاب برپا کیے رکھا۔ قید میں رہتے ہوئے بھی وہ حماس کے اندر ایک مضبوط قائد کے طور پر ابھرے۔ انہوں نے قیدیوں کے حقوق کے لیے مہم چلائی اور فلسطینیوں کے مزاحمتی حوصلے کو بلند رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جیل میں ان کی قیادت نے نہ صرف قیدیوں کو متحد رکھا بلکہ قید کے باہر بھی

حماس کی تنظیمی ڈھانچے کو مضبوط کرنے میں مدد دی۔قید کے دوران بھی وہ اپنے ساتھیوں کے لیے ایک رول ماڈل بنے رہے اوران کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے حماس کے دیگر رہنما ان کی رہائی کے بعد انہیں اعلیٰ قیادت کی صف میں شامل کرنے پر مجبور ہو گئے۔

قربانی کی روح

شیخ شہید کی زندگی قربانی سے عبارت تھی۔انہوں نے اپنی ذاتی زندگی، خاندان اور آرام کو پس پشت ڈال کر فلسطین کی آزادی کی جنگ لڑی۔شیخ شہید حماس کی فوجی شوریٰ (ملٹری ونگ) کے بانی اراکین میں سے تھے۔انہوں نے عزالدین القسام بریگیڈ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، جو کہ حماس کا عسکری ونگ ہے۔القسام بریگیڈ نے فلسطینی مزاحمت کو منظم اور مسلح کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور فلسطینی مزاحمت کو ایک نیا رخ دیا۔اسکے لئے انہوں نے اپنی ذاتی آرام وآسائش کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ ایک مجاہد کو ہمیشہ اپنی ذات کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ بڑے مقصد کے لیے ذاتی مفادات کو چھوڑنا لازمی ہے۔انہوں نے اپنی زندگی کو آزادی اور حق کی خاطر وقف کر دیا، جو کسی بھی مجاہد کے لیے ایک اعلیٰ مثال ہے۔

خوف سے بے نیاز

شیخ شہید خوف سے بے نیاز ہو کر اپنی جدوجہد جاری رکھتے تھے۔اسرائیل کی طاقتور فوج اور مسلسل حملوں کے باوجود، وہ کبھی بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔وہ ایک بہادر انسان تھے۔اتنے بہادر کہ ہم اس کا حاشیہ خیال تک اپنے ذہنوں میں نہیں لا سکتے۔ہماری سوچ اس بہادری کی مثال بھی سوچنے سے قاصر ہے جو شیخ شہید کا خاصہ رہی۔ 2014 میں اسرائیل اور حماس کے درمیان ہونے والی جنگ میں شیخ شہید نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ وہ اس جنگ کے دوران فلسطینی مزاحمتی تحریک کو منظم کرنے اور اسرائیل کے خلاف جنگی حکمت عملی تیار کرنے میں شامل تھے۔اس جنگ میں حماس نے اسرائیل کے خلاف سخت مزاحمت کی اور شیخ شہید نے اس دوران فرنٹ پر جا کر دشمن کو للکارا۔یہ جنگ جسے غزہ جنگ یا آپریشن پروٹیکٹو ایج کہا جاتا ہے، 50 دن تک جاری رہی اور اس میں حماس نے اسرائیل کو غیر

معمولی مشکلات میں ڈالا۔اس دوران شیخ شہید نے نہ صرف جہادی تحریک کی حکمت عملی ترتیب دی بلکہ فلسطینی عوام کو بھی متحد کیا۔ان کی قیادت میں حماس نے اسرائیلی حملوں کا مقابلہ کیا اور فلسطینی عوام کے اندر مزاحمتی جذبے کو تقویت دی۔

ایک مجاہد کی حیثیت سے ان کی یہ جرات ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ خوف کا سامنا کرنا اور اس پر قابو پانا ہی حقیقی مجاہد کی پہچان ہے۔انہوں نے موت کو گلے لگانے سے پہلے ایک مقصد کے لیے جینا سکھایا، جو کہ مجاہدین کے لیے ایک لازمی اصول ہے۔

جنگی حکمت عملی اور ذہانت

شیخ شہید نے اپنی جدو جہد میں جنگی حکمت عملی کا شاندار مظاہرہ کیا۔شیخ شہید کی جنگی حکمت عملی اور ذہانت کا ایک نمایاں واقعہ 2014 کی غزہ جنگ کے دوران دیکھنے میں آیا۔انہوں نے غزہ کے نیچے ایک وسیع سرنگوں کا نیٹ ورک تیار کیا جسے غزہ کی زیرزمین جنگی حکمت عملی کہا جاتا ہے۔یہ سرنگیں اسرائیل کے فوجی حملوں سے بچنے اور اسرائیلی افواج کے خلاف اچانک حملے کرنے کے لیے استعمال کی گئیں۔یہ نیٹ ورک نہ صرف اسرائیلی بمباری سے حماس کے مجاہدین کو محفوظ رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا، بلکہ اس کا استعمال حماس کی طرف سے چھاپہ مار کارروائیوں کے لیے بھی کیا گیا۔اس حکمت عملی کا بنیادی مقصد اسرائیل کی روایتی فوجی برتری کو نیچا دکھانا تھا۔اسرائیل کی جدید فوجی ٹیکنالوجی، فضائی طاقت اور زمینی کارروائیوں کا مقابلہ ایک چھوٹی اور مقامی مزاحمتی تحریک کے لیے براہ راست ممکن نہیں تھا لیکن شیخ شہید کی اس حکمت عملی نے اسرائیلی فوج کو شدید مشکلات میں ڈال دیا۔اسرائیلی فوج کئی بار سرنگوں کے ذریعے حماس کے مجاہدین کے حملوں کا شکار ہوئی، جس سے اسرائیل کو شدید جانی نقصان بھی ہوا اور ان کی فوجی کارروائیاں سست اور بالآخر ختم ہوگئیں۔انہوں نے ہمیشہ حالات کا جائزہ لے کر اپنے قدم اٹھائے اور کبھی بھی جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔وہ ایک نہایت زیرک انسان تھے۔ہر وقت سیکھنے کا جنون تھا۔وہ لکھتے بھی تھے، وہ خفیہ تدابیر سوچتے بھی تھے، وہ ہر طرح کے اسلحہ چلانے کی مکمل مہارت بھی رکھتے تھے۔ ان کی زندگی کا یہ پہلو اس قدر تابناک ہے کہ اس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

ایک مجاہد کے لیے اس میں یہ سبق ہے کہ وہ دشمن کی طاقت اور اپنی کمزوریوں کا بغور جائزہ لے کر قدم

اٹھائے۔

عزیمت اور خودداری کی علامت

شیخ شہید کی زندگی خودداری اور عزیمت کی علامت تھی۔قید میں رہنے کے باوجود انہوں نے دشمن کے سامنے سر نہیں جھکایا اور ہمیشہ اپنے موقف پر قائم رہے۔طویل قید میں رہنے کے باوجود جب رہا ہوئے تو پہلا کام یہ کیا غزہ کے متعدد زخمی فلسطینیوں کے ساتھ ملاقات کی اور انہیں تسلی دی۔ان کا کہنا تھا کہ ہماری جدو جہد ان لوگوں کے لیے ہے جو سب کچھ کھو چکے ہیں اور ہم آخری سانس تک ان کے لیے لڑیں گے۔ یہ الفاظ ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور ان کی جدو جہد کی بنیاد کو واضح کرتے ہیں۔ایک دن آرام نہیں کیا اور رہا ہوتے ہی اپنے مقصد کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک مجاہد کے لیے یہ سبق ہے کہ خودداری اور عزیمت کے بغیر کوئی جدو جہد کامیاب نہیں ہو سکتی۔دشمن کے سامنے جھکنے سے بچنا اور اپنے اصولوں پر ڈٹے رہنا ہی کامیاب مجاہد کی پہچان ہے۔

آخرت کی فکر اور شہادت کی تمنا

شیخ شہید کی زندگی میں سب سے اہم پہلو ان کا آخرت پر یقین اور شہادت کی تمنا تھی۔وہ ہمیشہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور آخرت میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔وہ چاہتے تو کہیں دور بہت دور آرام دہ جگہ پر بیٹھ کر قیادت کر سکتے تھے اور شاید حماس کے رہنماؤں نے انہیں یہ بات سمجھائی بھی ہوگی اور ہوسکتا ہے ضد بھی کی ہو مگر وہ آمنے سامنے کی جنگ کی قائل تھے۔آخرت کی فکر تھی اور شہادت کی پرزور خواہش تو انہوں نے محاذ پر رہنے کو ترجیح دی۔ایک مجاہد کے لیے یہ سبق بہت اہم ہے کہ وہ دنیاوی مشکلات اور تکالیف کے باوجود آخرت کی کامیابی پر نظر رکھے۔ان کی شہادت نے یہ ثابت کیا کہ حقیقی مجاہد وہی ہے جو اپنی جان اللہ کے دین اور حق کی خاطر قربان کرنے کے لیے ہر لحظہ تیار ہو۔

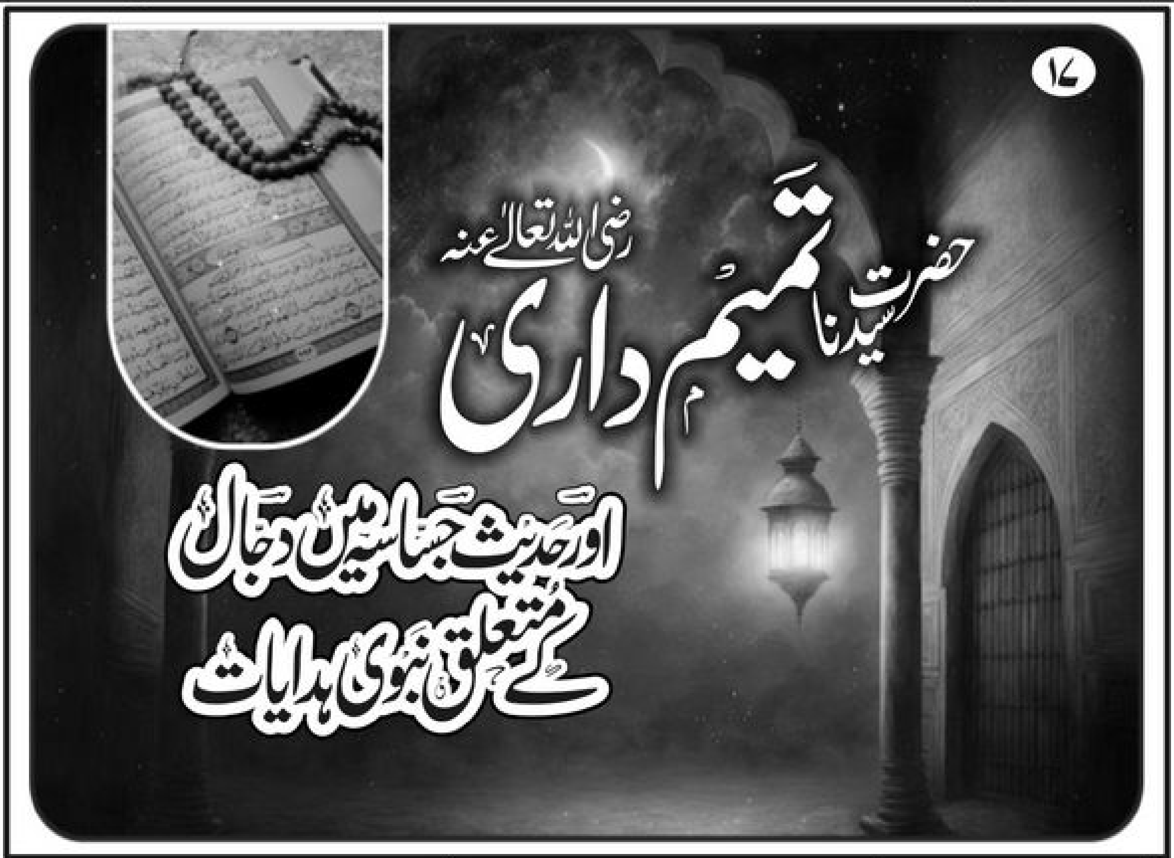

دجال اور سورۃ الکہف کے معارف و اسباق

پچھلی اقساط میں دجال کے متعلق صحیح روایات کی روشنی میں سیر حاصل اور ضروری باتیں لکھی جا چکی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح اپنی اُمت کو دجال کے فتنے سے متعلق مکمل طور پر آگاہی فرمائی، بالکل اسی طرح اس سے بچنے کی ضروری تدابیر کی طرف بھی راہنمائی فرما گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پورے قرآنِ کریم کو ہر فتنے کا علاج اور ہر روحانی اور بدنی بیماری کی شفاء کا ذریعہ بنایا ہے، اسی لیے ہر طرح کے فتنوں سے حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ مکمل قرآنِ حمید سے رشتہ مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بعض سورتوں کو دیگر بعض پر مختلف جہات کے اعتبار سے فضیلت و مرتبہ عطاء فرمایا ہے اور کچھ کو ان کے مضامین و معانی اور معارف و اسباق کی وجہ سے کسی اہم مقصد کے پیشِ نظر خصوصی مقام دیا ہے۔

سورۃ الکہف کے فضائل:

انہی سورتوں میں سے ایک مہتم بالشان اور فضیلت والی سورۃ، سورۃ الکہف ہے۔ جو بہت سے فضائل کی حامل سورۃ ہے اور بالخصوص دجال کے ہر طرح کے فتنے سے بچانے کی ضامن ہے۔

سورۃ الکہف کی تلاوت اور آسمان سے سکینہ کا نزول:

عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الكَهْفِ، وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالقُرْآنِ.

(صحيح البخاري، رقم الحديث: ۵۰۱۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہے تھے اور اُن کے پاس ایک دو رسیوں سے بندھا ہوا گھوڑا تھا۔ اچانک بادلوں نے انہیں ڈھانپ لیا اور مسلسل اُن کے قریب آنے لگے اور گھوڑا بدکنے لگا، جب صبح ہوئی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بادل ''سکینہ'' تھا جو قرآنِ کریم کی وجہ سے نازل ہو رہا تھا۔

یہ تلاوت کرنے والے حضرت سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔ سکینہ سے کیا مراد ہے؟ اس میں دلچسپ متعدد اقوال ہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سکینہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جس میں اطمینان اور رحمت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ملائکہ بھی ہوتے ہیں۔ صاحب ذوق حضرات فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔

معلوم ہوا کہ سورۃ الکہف خوف سے امن اور اضطرابی کیفیت سے اطمینان وسکون کا ذریعہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب اور ملائکہ مقربین کی صحبت کا باعث ہے۔

جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت اور اگلے جمعہ تک نور:

سورۃ الکہف کی تلاوت سے نور حاصل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مختلف فتنوں، گناہوں اور حادثات سے محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَنْ قَرَأَ

سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ.

(المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٣٣٩٢)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ مرفوع روایت نقل فرماتے ہیں:

جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور روشن کر دیا جاتا ہے۔

یہ وہ نور ہوتا ہے، جس کے ذریعہ انسان کا دل روشن ہو جاتا ہے، حق و باطل کی معرفت ملتی ہے، گناہوں سے دوری اور نیکیوں سے قربت میسر ہوتی ہے۔ نیک اعمال، خیر کے کاموں اور دینی امور میں برکت نصیب ہوتی ہے۔

سورۃ الکہف کی تلاوت اور قیامت کے دن نور:

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے مرجانے اور کائنات کے ختم ہونے کے بعد ایک بار پھر انہیں زندہ کریں گے اور محشر میں جمع فرمائیں گے، ہر شخص اپنی قبر سے نکل کر میدانِ محشر کی طرف دوڑے گا، وہ خطرناک منظر ہوگا، ہر کوئی دوسرے کو ٹھوکر مار کر بھاگ رہا ہوگا، لیکن چند لوگ ایسے ہوں گے جو بالکل اطمینان وسکون کے ساتھ اپنی منزل کی طرف جا رہے ہوں گے، وہ نہ راہ سے بھٹکیں گے اور نہ ہی کوئی انہیں تکلیف پہنچا سکے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو سورۃ الکہف کی تلاوت کرتے ہوں گے، حضرت سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ، كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلَى مَكَّةَ...الخ

(المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: ٢٠٧٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ الکہف کی اسی طرح تلاوت کرے جیسا کہ وہ نازل کی گئی ہے، تو قیامت کے دن اس کے لیے اس کی جگہ سے مکہ مکرمہ تک ایک نور ہوگا۔

سورۃ الکہف کی تلاوت اور دجال کے فتنہ سے حفاظت:

سورۃ الکہف کی سب سے بڑی فضیلت اور امتیازی مقام یہ ہے کہ یہ اپنی تلاوت کرنے والے کو دجال کے فتنے سے بچاتی ہے، اس کے متعلق کئی صحیح روایات مروی ہیں، جو یہاں قابل ذکر ہیں:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیاتِ کریمہ یاد کرلیں (اور تلاوت کرتا رہے) وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

اس روایت میں ابتدائی دس آیاتِ کریمہ کا تذکرہ ہے، دوسری روایت میں آخری دس آیاتِ کریمہ کا تذکرہ ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات کریمہ کی تلاوت کی وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سنن الترمذی کی ایک روایت میں ابتدائی تین آیات کا تذکرہ ہے، جبکہ مستدرک حاکم کی ایک روایت میں مطلق یعنی مکمل سورۃ الکہف کی تلاوت کا تذکرہ ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفَ كَمَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الدَّجَّالِ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ

(المستدرك على الصحيحين، للحاكم، رقم الحديث: ٨٥٦٢، صححه الحاكم، وافقه الذهبي)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورۃ الکہف کی اسی طرح تلاوت کرے جیسا کہ وہ نازل کی گئی ہے، پھر وہ دجال کی طرف جائے، تو وہ اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔

ان روایات میں دجال کے فتنے سے حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، اگر اس زمانے میں دجال کا آنا مقدر ہوا تو دجال اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، ایسا شخص اس کی طاقت وقدرت سے باہر ہوگا۔ وہ کسی بھی طرح اسے اپنی طاقت، مال، شیطانی دعووں، استدراجات اور تصرفات سے گمراہ نہیں کر سکے گا اور اگر اس کے زمانے میں آنا مقدر نہ ہوا تو وہ دجالی فتنوں، دجالی سازشوں اور دجال کے لیے ماحول سازگار بنانے والے شر پسند طاقتوں اور قوتوں سے محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اہم نکتہ:

ان روایات کی روشنی میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سورۃ الکہف کی تلاوت کا اہتمام نہ صرف جمعہ کے دن بلکہ اس کے علاوہ دیگر ایام میں بھی کرنا چاہیے، کیونکہ دجال سے حفاظت والی روایات میں جمعہ کے دن کی تخصیص نہیں۔ اس کی صورت یہ بنالی جائے کہ ہر روز ابتدائی تین یا دس یا آخری دس آیات کی تلاوت کر لینی چاہیے اور جمعہ کے دن پوری سورۃ پڑھ لینی چاہیے، اس سے تمام روایتوں پر عمل بھی ہو جائے گا اور سورۃ الکہف کے تمام فضائل بھی نصیب ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ضروری بات:

سورۃ الکہف کو کن معارف ومضامین اور خصوصیات کی بناء پر یہ مقام حاصل ہوا کہ وہ کائنات کے سب سے بڑے فتنے سے حفاظت کا ذریعہ بن گئی؟ اسے سمجھنے کے لیے سورۃ الکہف کے واقعات ومضامین اور معارف کا مطالعہ کرنا انتہائی ضروری ہے، اگلی قسط سے ان کا بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ الموفق

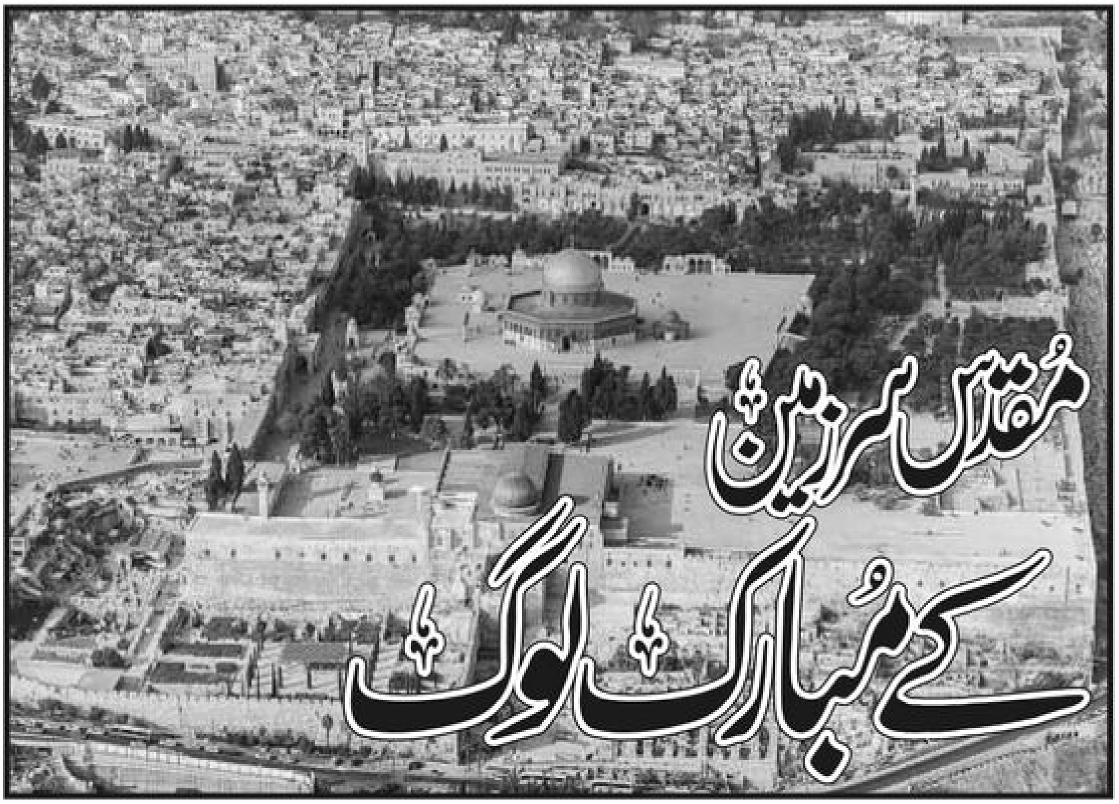

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے''

خالق کائنات اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مکہ سے فلسطین اور وہاں سے سفرِ معراج پر لے گیا۔ اپنی نشانیاں دکھائیں، جنت و دوزخ کے مناظر دکھاتے ہوئے اُمتیوں کے لیے نصیحت کا اہتمام فرمایا۔ آنکھوں کی ٹھنڈک (نماز) کا تحفہ عطاء فرمایا اور پھر اس واقعے کو اپنی آخری کتاب کا حصہ بنا دیا، تاکہ تاقیامت سیرتِ طیبہ کے اس اہم باب کی تلاوت ہوتی رہے۔

یہ حقیقت بھی اہم تر ہے کہ سرزمین اقصیٰ کے مبارک ہونے کا ذکر صرف اسی آیت ہی میں نہیں، قرآن کی پانچ آیات میں کیا گیا ہے۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت لوط، حضرت داوٗد، حضرت سلیمان، حضرت صالح، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام سمیت تقریباً 14 انبیاء اس مقدس سرزمین پر قیام پذیر رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد اقصیٰ لے جایا جانا، تمام انبیاء کا وہاں دوبارہ اُتارا جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت

میں نماز ادا کرنا، اس بات کا اعلان بھی تھا کہ اب باقی تمام شریعتیں اختتام پذیر ہوئیں۔آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ہی اب ان تمام تعلیماتِ الٰہیہ کا نقطۂ کمال ہے۔

مکہ میں رہتے اور مدینہ ہجرت کے 17 ماہ بعد تک، اسی مبارک مسجد اقصیٰ ہی کو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے امتیوں کے لیے قبلہ بنائے رکھا گیا۔اس مقدس دھرتی کی فضیلت و منزلت بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(حالات جیسے بھی تباہ کن ہوں) ''میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا، اپنے دشمن کو زیر کرتا رہے گا۔اس کی مخالفت کرنے والا کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ہاں، البتہ انہیں تکالیف پہنچتی رہیں گی۔حتیٰ کہ اللہ کا حتمی فیصلہ آجائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس میں اور بیت المقدس کے اطراف میں''
(مسند أحمد: (۵/۲۶۹) أخرجه أيضاً الطبراني)

صدیوں کے بعد گزرتی صدیاں رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرتی چلی جارہی ہیں۔ باقی تمام اَدوار چھوڑ کر صرف گذشتہ صدی پر ہی غور کرلیجیے۔اپنے نبی کی امانت، آپ ﷺ کے قبلۂ اوّل اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق مکہ و مدینہ کے بعد اس مقدس ترین مقام کی حفاظت کرنے والوں کے خلاف کیا کیا سازشیں نہیں ہوئیں۔ان پر کیا کیا مظالم نہیں توڑے گئے، لیکن اہل فلسطین کے دل سے اپنے نبی کی محبت اور ان کے قبلہ اول کی آزادی کا جذبہ چھینا نہیں جاسکا۔

آج کائنات کے دریتیم ﷺ کی امت کا یہ گروہ بیت المقدس کی حرمت و عظمت کی بحالی کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرچکے ہیں۔ان کے پاس کچھ نہیں بچا۔اس گروہ کو بعینہٖ اسی طرح گھیر کر اس پر بھوک اور افلاس مسلط کی گئی جیسے خود دریتیم ﷺ اور آپ کے اصحاب بیت اطہار پر شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کرکے مسلط کی گئی تھی۔آپ ﷺ اور ان کے اصحاب اطہار بھی گھاس اور درختوں کی جڑیں کھانے پر مجبور کیے گئے اور آج اہل غزہ بھی اسی صورتحال سے دوچار کیے گئے۔جیسے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا معاشی اور معاشرتی مقاطعہ تین برسوں تک جاری رکھا گیا جس سے اسلام کے آفاقی نظام

انقلاب کو روکنا مقصود تھا مگر جیسے اسلام کا آفاقی نظام پوری دنیا پر غالب آنے سے نہیں روکا جاسکا اور پھر یہ کائنات دریتیم ﷺ کو اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں عزت و عظمت اور پوری شان کے ساتھ قدم مبارک فرماتے اور وہاں موجود بتوں کو نیست و نابود اور اللہ کی کبریائی کا ڈنکا بجانے کا مشاہدہ کر چکی ہے۔اسی طرح آج غزہ کی ایک چھوٹی سے پٹی چاروں اطراف سے گھیر کر اس کے رہنے والوں کا قتل عام اور ان پر بھوک اور تنگدستی مسلط کی جا چکی ہے۔

یقیناً آج غزہ کی سرزمین بدر وحنین اور خندق کی یادیں تازہ کرتی ہیں۔میدان بدر میں 313 ایک ہزار سے زائد کے مقابل بے سروسامانی کی حالت میں پہنچے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی مدد کیلئے فرشتے اُتارے اور پھر رہتی دنیا تک یہ سرمدی اصول قرار پایا کہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

خود اسرائیلی جرنیل اس بات کا کھلے عام اعتراف کر رہے ہیں کہ حماس کی قوت کو ختم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔حماس اندازوں سے بھی زیادہ قوت کیساتھ مقابلہ اور مزاحمت کرتی ہے۔

یہ دور بھی گزر جائے گا،اہل غزہ پھر ایک بار پورے قد کاٹھ کے ساتھ غزہ کی تعمیر نو کریں گے،حماس پھر سے غزہ کے معاملات کی دیکھ بھال کرے گی۔ان شاءاللہ

البتہ اُمت کہاں کھڑی ہے؟،عرب کیسے اہل غزہ کا سامنا کریں گے؟ یہ بہت بڑا سوال ہے جو اُن کا پیچھا کرتا رہے گا۔جس کا جواب آج نہیں تو کل انہیں دینا پڑے گا،البتہ شائد وقت اور حالات پھر ان کے حق میں نہیں بلکہ مخالفت میں ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆

بغداد کی مرکزی جامع مسجد میں مسلمانوں کے خلیفہ وقت، مستنظر باللہ خطبہ جمعہ کیلئے منبر پر آ کر کھڑے ہوئے۔عین اس وقت اچانک سامنے والی صف میں بیٹھے ایک شخص نے اپنے تھیلے سے ایک روٹی نکال کر کھانا شروع کر دی۔رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ،اسلامی دارالحکومت کی مرکزی جامع مسجد اور عباسی خلیفہ کے سامنے ایک شخص کا یوں روٹی کھانا۔لوگ غصے میں اس شخص کو مارنے کو دوڑے۔

یوں پوری مسجد کے لوگ بشمول خلیفہ بھی اس عجیب منظر کو دیکھنے لگے کہ آخر ہو کیا رہا ہے؟

کوئی پاگل ہے یا بدتمیز آخر ہے کون یہ؟

لوگوں نے غصے سے پوچھا: یہ کیا حرکت کی تم نے؟

اس پر پھر اس بوڑھے شخص نے گرج دار آواز میں بولنا شروع کیا:

''تم میرے اس طرح رمضان میں کھانا کھانے پر غصہ ہو رہے ہو، تم لوگوں کی کیسے اچانک غیرت جاگ گئی کہ کیسے ایک شخص نے مسجد میں رمضان کے مہینے میں کھانا کھا کر توہین کر دی۔ مگر دو ہفتے قبل بیت المقدس مسجد اقصیٰ پر صلیبیوں نے قبضہ کر لیا ہے، مسجد میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی تب تمہاری غیرت نہ جاگی؟

یہاں بغداد میں کسی کے روزمرہ کے معمولات تک نہ رکے، میں دو ہفتوں سے خلیفہ کو ملنے کی کوشش کر رہا ہوں کبھی اس کے گارڈز تو کبھی اس کے اردگرد گھومنے والے چمچوں نے مجھے ملنے تک نہیں دیا۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں نے کوئی حرام کام کیا ہے، میں تو دمشق سے آیا ہوا ایک مسافر ہوں جس پر تو روزہ فرض ہی نہیں۔

لیکن اے خلیفۃ المسلمین! تم پر تو بیت المقدس کی حفاظت فرض ہے تم نے اسے صلیبیوں کے ہاتھوں کیوں جانے دیا؟ تم یہاں خطبہ دے رہے ہو، وہاں ہمارے بھائی دربدر پھر رہے ہیں، ہماری ماؤں بہنوں کی عزتیں محفوظ نہیں۔ میں دمشق کا قاضی اور امام الہراوی ہوں، میں تمہیں جھنجھوڑنے آیا ہوں آنکھیں کھولو اور اقصیٰ کو صلیبیوں سے آزاد کرواؤ، اگر یہ نہیں کر سکتے تو عورتوں کی طرح گھر بیٹھ جاؤ!''

امام دیر تک بولتے رہے اور عوام زاروقطار رونے لگے خود خلیفہ نے روتے ہوئے امام سے معافی مانگی اور سلجوق حکمران سے مل کر اقصیٰ کی آزادی کی جدوجہد کا وعدہ کیا۔

یہ شیخ زین الاسلام الہراوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو افغانستان کے صوبے ہرات میں پیدا ہوئے اور پھر دمشق چلے گئے وہاں انہوں نے دینی علوم میں وہ مہارت حاصل کی کہ وہ چیف جسٹس کے عہدے پر فائز ہوئے آپ بہت بڑے عالم اور خطیب تھے۔

جب صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو آپ نے مدرسے میں پڑھنے پڑھانے کے عمل کو

موقوف کیا اور اُمت مسلمہ اور اس کے حکمرانوں کے ضمیر کو جگانے کی مہم کا آغاز کیا، انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ بالآخر کئی سال بعد سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح کی صورت میں نکلا۔

کاش! امت مسلمہ کے حکمرانوں کے دلوں میں امام الہراوی رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں اُتر جائیں، وہ بے حسی کی چادر اتار کر ارض مقدس کے مظلوم مسلمانوں کو صہیونی جبر و استبداد سے بچالیں۔

☆☆☆☆☆☆

غیب کا علم تو صرف خالق کائنات کو ہے لیکن سرزمین اقصیٰ کے بارے میں ایک بار پھر بڑی سازش تیار کرنے والوں کو یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اگر گذشتہ 100 برس سے جاری تمام تر کوششوں اور مظالم کے باوجود وہ بیت المقدس کے امین فلسطینی عوام کے دل سے آزادی کا عزم ختم نہیں کر سکے تو وہ آئندہ بھی ایسا نہیں کرسکیں گے۔ ان شاءاللہ

آج وہ 1948ء کی نسبت کہیں زیادہ پرعزم اور کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔ خود مسلمان حکمرانوں کو بھی پہلے یہودی وزیر اعظم بن گورین کا یہ اعلان یاد رکھنا چاہیے کہ

''آج ہم نے یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ کرلیا ہے، اب ہماری اگلی منزل یثرب ہے''

چوتھی وزیر اعظم گولڈا مائیر نے سرزمین حجاز کی جانب رخ کرتے ہوئے کہا تھا:

''مجھے مدینہ اور حجاز سے اپنے آبا و اجداد کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ ہمارا علاقہ ہے اور ہم نے اسے واپس لینا ہے''

حکمرانوں کو یہ حقیقت یاد رہے یا نہ رہے، مسلم امت اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اسی حقیقت کا اعتراف گذشتہ دنوں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے کیا ہے کہ:

''مسلم حکمران تو ہم سے تعاون پر آمادہ ہیں، اصل رکاوٹ مسلم عوام ہیں''

صہیونیوں کے خواب یقیناً بکھرتے رہیں گے اور مسلمانانِ عالم قبلۂ اوّل سے اپنی محبت اور وابستگی کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنائے رکھیں گے۔ یہی چیز، مسلمانوں کے مداہنت پسند حکمرانوں کی سازشوں کو ناکام بناتی رہے گی۔ ان شاءاللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❊ "توکل علی اللہ" پانے کی دعاء ❊

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهُ وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهُ وَاسْتَغْفَرَكَ فَغَفَرْتَهُ"

ترجمہ یا اللہ! مجھے ان میں شامل فرما جنہوں نے آپ پر "توکل" کیا پھر آپ ان کے لئے کافی ہو گئے....اور جنہوں نے آپ سے ہدایت مانگی تو آپ نے انہیں ہدایت عطاء فرمادی اور جنہوں نے آپ سے مغفرت مانگی تو آپ نے انہیں بخش دیا......(الزہد لابن ابی الدنیا)

❊ "نفس کے شر سے پناہ مانگنے کی دعائیں" ❊

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَهْدِيْكَ لِاَرْشَدِ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ"

ترجمہ "یا اللہ! میں اپنے معاملات میں عمدہ ترین معاملات کی طرف رہنمائی کا مطالبہ کرتا ہوں اور اپنے نفس کے شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔" (صحیح ابن حبان)

"اِلَيْكَ رَبِّيْ فَحَبِّبْنِيْ وَفِيْ نَفْسِيْ لَكَ رَبِّيْ فَذَلِّلْنِيْ وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِيْ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِيْ"

ترجمہ یا میرے رب! آپ مجھے اپنی نگاہ میں محبوب بنالیجئے، یارب! اپنے لئے میرے نفس کو ذلیل بنادیجئے اور لوگوں کے نزدیک باعظمت بنادیجئے اور برے اخلاق سے مجھے محفوظ رکھئے۔ (کنزالعمال: ۲/ ۶۸۸)

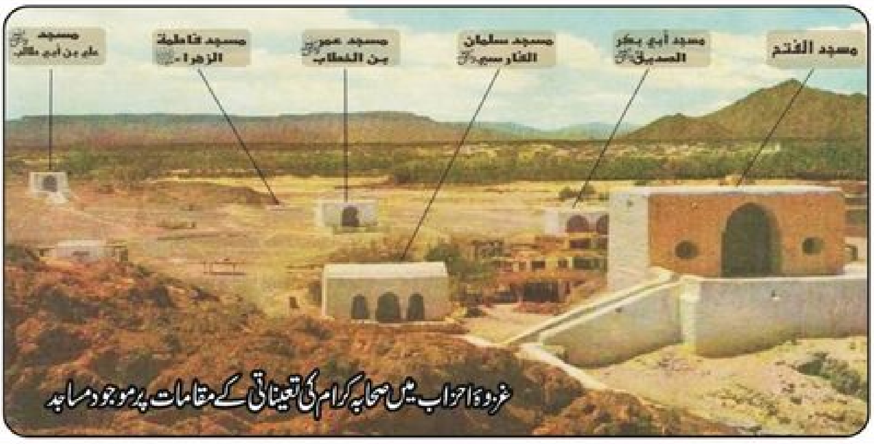

غزوۂ احزاب میں صحابہ کرام کی تعیناتی کے مقامات پر موجود مساجد

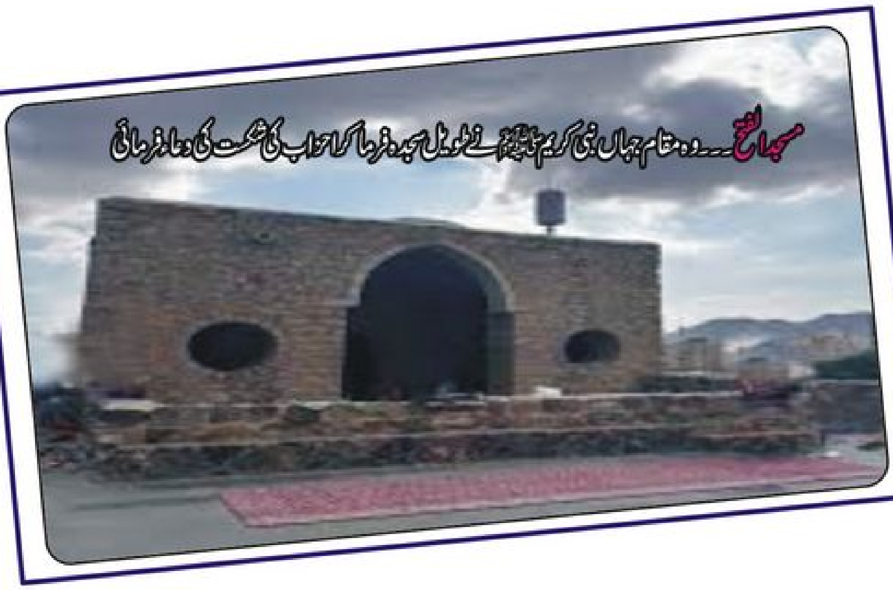

مسجد الفتح ۔۔۔ وہ مقام جہاں نبی کریم ﷺ نے طویل سجدہ فرما کر احزاب کی شکست کی دعا فرمائی

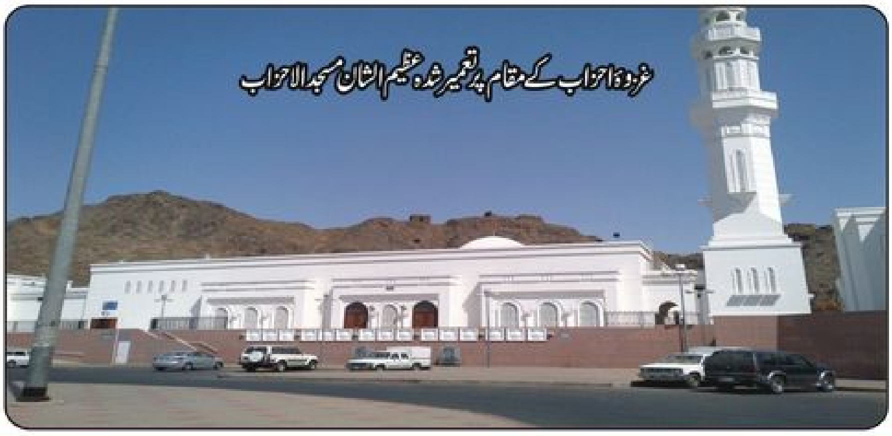

غزوۂ احزاب کے مقام پر تعمیر شدہ عظیم الشان مسجد الاحزاب